رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کی بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

اے رسولِ امیں ﷺ تجھ سا کوئی نہیں

پہلا حصہ : ایثار و ہمدردی

از افادات

حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

ھدایہ پبلشر

اے رسولِ امیں ﷺ

تجھ سا کوئی نہیں

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد ناظم اقبال صاحب دامت برکاتہم

ہدایہ پبلشر

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	اے رسولِ امیں! تجھ سا کوئی نہیں
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	72
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	2017
ناشر	:	ھدایہ پبلشر
فون نمبر	:	0321-3616734
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ	:	ھدایہ پبلشر
	:	خیابانِ سعدی، DHA، فیز 7، کراچی

اے رسول امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل اے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پر لائی گئی
سید االاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ مجتبیٰ، تیری مدح وثنا، میرے بس میں ، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں ،لب کو یارا نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیق، فاروق، عثمان، علی
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس انفسِ دوجہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	ایثار و ہمدردی	5
2	مثالی شخصیت	25
3	رحمت اور محبت	45
4	اتباعِ سنت کا پہلا قدم	61

ایثار و ہمدردی

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
9	**انسان اور جانور میں بڑا فرق ایثار وہمدردی ہے**	1
9	● جانور اپنے کھانے میں دوسرے کو شریک نہیں کرتا	2
10	**ہمدردی اور خدمتِ خلق کرنے والا ہر کسی کا پسندیدہ شخص ہوتا ہے**	3
10	**حضور ﷺ اور آج کے ہمدرد و مددگار میں زمین آسمان کا فرق**	4
11	پہلا فرق: آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ ہوتا پھر بھی مدد کرتے	5
12	■ غزوہ خندق کے تمام شر کا کا فاقہ آپ ﷺ کی برکت سے ختم ہوا	6
13	دوسرا فرق: معاشرے میں ہمدردی کا جذبہ بھر دینا	7
14	■ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اپنا آدھا مال حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دینا	8
14	■ موت کے وقت بھی دوسروں خیال کرنا	9
15	تیسرا فرق: حضور ﷺ باطنی غم کو بھی دور فرماتے تھے	10
16	■ والدین کا اولاد کی طرف سے غم ہلکا کیا	11
17	■ والد کے دل کا غم سنا اور بیٹے کو تنبیہ کی	12
19	■ بیٹیوں کا غم دور کر دیا	13

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
14	✍ چوتھا فرق: حضور ﷺ مخالفین اور جانی دشمنوں کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے	20
15	▪ مشرکین مکہ کی اذیتیں اور نبی اکرم ﷺ کی شانِ کریمی	20
16	▪ طائف والوں نے پتھر برسائے لیکن آپ ﷺ نے انہیں دعا دی	21
17	✍ پانچواں فرق: نبی اکرم ﷺ کی بعد کے زمانے میں آنے والوں سے بھی ہمدردی	23
18	**آپ ﷺ قیامت کے دن بھی امت کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے**	24

فرشتوں نے مری لوحِ عمل پر روشنی رکھ دی ؏

"ثنا خوانِ محمد" لکھ دیا اول سے آخر تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى : أَمَّا بَعْد

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [1]

ترجمۃ: (لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمھیں میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دُھن لگی ہوئی ہے جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

---

[1] سورۃ التوبۃ: 128

انسان اور جانور میں بڑا فرق ایثار و ہمدردی ہے

ہر معاشرے میں ان لوگوں کو پسند کیا جاتا ہے جو دوسروں کی فکر کرتے ہیں، دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں، دوسروں کے ساتھ ایثار کا معاملہ کرتے ہیں اور اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ صفت انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ جانور کو دوسرے جانور کی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی انسان کو انسان کی فکر ہوتی ہے۔ کچھ جانور ایسے بھی ہوتے ہیں جو فکر کرتے ہیں مگر اکثر جانور اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح نہیں دیتے، بلکہ کچھ جانور ایسے بھی ہیں جن میں ماں خود اپنے بچوں کو کھاجاتی ہے۔ سانپ اپنے بچوں کو کھاجاتا ہے اور شیرنی بھی بعض اوقات اپنے بچے کو کھاجاتی ہے۔(وہ دیکھتی ہے کہ جو بچہ طاقتور ہوتا ہے اسکو زندہ چھوڑتی ہے باقی بچوں کو کھاجاتی ہے)۔

جانور اپنے کھانے میں دوسرے کو شریک نہیں کرتا

کچھ سال پہلے افریقہ کے ایک جنگل میں جانا ہوا۔ ہمیں گروپ کی شکل میں ایک بس میں لے جایا گیا اور منتظمین نے بتایا کہ آج شیر کی feeding کا دن ہے، اسے کھانا دیا جائے گا۔ بس (bus) نے کچھ راستہ طے کیا تو ہماری نگاہ کچھ دور ایک شیر پر پڑی۔ اس کے ساتھ چھ سات شیرنیاں بھی تھیں اور دس بارہ بچے بھی۔ شیر کے کھانے کے لئے مختلف جگہوں پر آٹھ آٹھ دس دس مرغیاں رکھ دی گئیں۔ شیر آیا اور اس نے ایک جگہ سے کھانا شروع کیا، شیرنیاں اور بچے پیچھے بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ ایسا لگا جیسے انکا اصول ہے کہ پہلے شیر کھائے گا اور جب تک شیر کا پیٹ نہیں بھرتا تب تک کسی کو کھانے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ شیر ایک جگہ سے کھاتا رہا اور اس دوران دوسری جگہ سے ایک شیرنی نے کھانے کی کوشش کی تو شیر اپنی جگہ سے اٹھا، جاکر اس شیرنی کو زور سے پنجہ مارا اور کھانے سے دور کر دیا۔ تو شیرنی گوکہ اس کی بیوی تھی مگر اس کو بھی نہیں کھانے دیا۔ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا انسان کی ہی خاصیت ہے۔

ہمدردی اور خدمتِ خلق کرنے والا ہر کسی کا پسندیدہ شخص ہوتا ہے

یونیورسٹیوں میں اچھے پڑھنے والے طالب علم کو تو ایڈمیشن ملتا ہے مگر خود یونیورسٹیاں کہتی ہیں جس کا volunteer work (رضاکارانہ فلاح و بہبود کا کام) زیادہ ہو (لوگوں کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہو اور معذوروں اور ضعیفوں کی خدمت کرتا ہو) ہم اس کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیں گے۔ تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہن میں بھی اچھا انسان وہ ہے جو جو دوسروں کی مدد کرتا ہو۔ اسی طرح جو لوگ سیاست سے وابستہ ہوتے ہیں، ان میں سے بھی جو زیادہ خدمت کا جذبہ رکھتا ہو گا، عوام کی نظرِ انتخاب اسی پر جاتی ہے۔

سیاسی امیدوار اپنی تشہیر بھی کرتے ہیں تو اپنی خدمات اور فلاحی سرگرمیوں کو خوب اجاگر کرتے ہیں کہ میں بڑا "خدمتِ خلق کرنے والا" ہوں اور دوسروں کی مدد کرنے والا ہوں۔ ایسے بندے کو زیادہ ووٹ ملتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دوسروں کی بھلائی اور ہمدردی میں کارنامے انجام دیتا ہے تو اس کو قوم یاد رکھتی ہیں۔ اس کے تذکرے اخبارات میں ہوتے ہیں۔ جس دن وہ پیدا ہوئے اس دن کو یاد رکھا جاتا ہے اور جس دن فوت ہوئے اس دن کو بھی یاد رکھا جاتا ہے۔ لوگوں کی اس کے ساتھ محبت صرف اس کے جذبۂ خدمت اور دوسروں کی ہمدردی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

حضور ﷺ اور آج کے ہمدرد و مددگار میں زمین آسمان کا فرق

تاریخ میں جتنے بھی لوگ دوسروں کی خدمت کرنے والے گزرے ہیں ان میں سب سے زیادہ ایثار و ہمدردی کرنے والا دل اللہ کے نبی ﷺ کا تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ کے ایثار و ہمدردی کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کی گواہی قوموں نے دی، اپنوں نے بھی دی اور غیروں نے بھی دی، ہم عصروں نے بھی دی اور بعد میں آنے والوں نے بھی دی۔ سب سے بڑی بات تو یہ کہ

خود خالق کائنات نے قرآن میں اس کی گواہی دی:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ❶

ترجمہ: (لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دُھن لگی ہوئی ہے جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کا کیا کہنا کہ زمانہ ایسی ہمدردی، غم خواری اور ایثار کی مثالیں تا قیامت نہیں دے سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آج کے ہمدرد اور مددگار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

پہلا فرق: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہوتا پھر بھی مدد کرتے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آج کے ہمدرد میں پہلا فرق یہ ہے کہ آج کا ہمدرد صرف اس وقت مدد کرتا ہے جب اس کے پاس دینے کو بھی کچھ ہو۔ اگر اس کے پاس خود نہ ہو تو وہ نہیں دے پاتا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ جب کچھ ہوتا تب بھی دیتے اور جب کچھ نہیں بھی ہوتا تب بھی دیتے۔ کسی سے قرض لے لیتے اور پریشان حال کی حاجت پوری کر دیتے۔ یہ جذبہ ہوتا کہ کسی نہ کسی طرح حاجت مندوں کی مدد کی جائے اور ان کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔

اس وقت دنیا کا سب سے امیر ترین آدمی، Bill Gates نامی ایک امریکن شہری ہے جس کے پاس تقریباً اسی (80) بلین ڈالر ہیں۔ اس نے ایک بلین ڈالر افریقہ کے غریب لوگوں پر، اپنے ملک کے غریب لوگوں پر اور مسلمان ممالک کے غریب لوگوں پر خرچ کیا اور اب بھی اللہ کا دیا ہوا اس کے پاس بہت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب بھی میرے پاس اتنے مزید بلین

---

❶ سورۃ التوبۃ: 128

ڈالر ہیں اور وہ سارا بھی غریبوں کی مدد کے لئے لگادوں گا۔ دنیا اس شخص کو بہت بڑا آدمی مانتی ہے کہ یہ دوسروں کی فکر اور ہمدردی کرنے والا شخص ہے۔ اس کے پاس اتنا مال ہے کہ ایک بلین ڈالر بھی غریبوں پر لگادے تو اتنا فرق نہیں پڑتا، پیسے ہیں تو لگاتا ہے، مگر اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خاص بات یہ تھی کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کچھ نہیں بھی ہوتا تب بھی فکر فرماتے اور کچھ نہ کچھ ضرور ترتیب بنادیتے۔

غزوہ خندق کے تمام شرکا کا فاقہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت سے ختم ہوا

سعید بن میناء علیہ الرحمۃ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جب خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سخت بھوک کی حالت میں ہیں۔ میں گھر آیا اور بیوی سے پوچھا کہ کچھ کھانے کے لئے ہے کیونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سخت بھوک کی حالت میں ہے۔ بیوی نے بوری سے جو نکالے، جو ایک صاع تھے، گھر میں بکری کا ایک بچہ پلا ہوا تھا وہ میں نے ذبح کیا اتنے میں بیوی نے آٹا پیس لیا اور گوشت کاٹ کر ہانڈی میں چڑھادیا پھر میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا، بیوی نے چلتے وقت کہا کہ دیکھو مجھے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کے اصحاب کے سامنے شرمندہ مت کرنا کہ بہت سے آدمی آجائیں اور کھانا تھوڑا ہو جائے۔ میں نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے چپکے سے عرض کیا کہ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع کا آٹا پیسا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے ساتھ چند آدمیوں کو لے کر چلئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آواز دی اے خندق والو! جلدی چلو جابر نے کھانا پکایا ہے۔ پھر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا تم چلو مگر میرے آنے تک نہ ہانڈی اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی لوگوں کو لے کر آنے کے لئے تیار ہونے لگے۔ میں نے آکر بیوی سے سب باتیں کہہ دیں تو وہ گھبرا گئی اور کہا تم نے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے تمہاری بات بھی

حضور اکرم ﷺ سے کہہ دی تھی۔ غرض آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور خمیر میں لعاب دہن ملایا اور دعائے برکت فرمائی پھر فرمایا اے جابر! روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ میرے پاس روٹی پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکالے اور اسے چولہے سے نہ اتارے۔ آخر سب نے پیٹ بھر کر کھالیا اور ہانڈی اسی طرح پک رہی تھی اور ابل رہی تھی اور روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کھانے والے ایک ہزار تھے سب نے کھایا اور پھر بھی بچ رہا، ہانڈی میں گوشت بھرا ہوا تھا اور روٹیاں برابر پک رہی تھیں۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ اتنا مال نہیں ہوتا تھا مگر پھر بھی دوسروں کی فکر کرتے تھے، اور یہ چاہت ہوتی تھی کہ کسی طرح اس کو فائدہ پہنچادوں اور اس کی تکلیف دور کر دوں۔ تاریخ اس طرح کی مثالیں پیش کرنے سے عاجز ہے۔

دوسرا فرق: معاشرے میں ہمدردی کا جذبہ بھر دینا

نبی اکرم ﷺ اور آج کے ہمدرد میں دوسرا فرق یہ ہے کہ آج کا مدد کرنے والا خود تو مدد کرتا ہے لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ اس کے نیچے والے لوگوں میں بھی وہی جذبہ ہو۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ خود تو مدد کرتے ہی تھے مگر ساتھ ساتھ ایسا معاشرہ بھی بنا دیا جس کا شیوہ ہی دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنا اور ان کی مدد کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک پوری جماعت ایسی بنادی جس کے ہر فرد کے اندر دوسروں کی بھلائی چاہنا، دوسروں کی مدد کرنا اور اپنی ضروریات

---

[1] أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حُفِرَ الخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا، ....وَهُمْ أَلْفٌ، فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. [صحيح البخاري - باب غزوة الخندق وهى الاحزاب (109/5)]

پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینے کا جذبہ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وخير الناس أنفعهم للناس تم میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔ ❶

آپ ﷺ کی ان تعلیمات اور نبوی محنت کا نتیجہ تھا کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اپنا آدھا مال حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سعد بن ربیع کا بھائی بنا دیا۔ سعد نے کہا کہ آؤ میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کر دوں اور میری دو بیویاں ہیں، لہذا میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ یہ آپ ﷺ کا کمال تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خود غرضی کو بالکل ہی ختم کر دیا اور دوسروں پر سب کچھ قربان کرنے والا بنا دیا۔ ❷

موت کے وقت بھی دوسروں کا خیال کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ یرموک کا ایک واقعہ ہے۔ ابو جہم رضی اللہ عنہ بھی اس میں شریک تھے، وہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان لڑائی چل رہی تھی تو اس دوران میں اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈنے نکلا۔ میرے ہاتھ میں ایک برتن میں پانی تھا تو میں نے سوچا کہ اسے شاید پانی کی ضرورت ہو۔ وہ مجھے میدانِ جہاد میں شدید زخمی حالت میں ملا، میں نے پوچھا کہ تمہیں پانی پلاؤں؟ تو اس نے اشارہ کیا کہ ہاں مجھے پیاس لگی ہے، پانی پلاؤ۔ میں انہیں

---

❶ المعجم الأوسط 5787

❷ عن أنس قال: لما قدم عبد الرحمن بن عوف المدينة أخى النبي ﷺ بينه وبين سعد بن الربيع .....الخ

[سنن الترمذي - باب ما جاء في مواساة الأخ (4/ 328)]

پانی پلانے لگا ہی تھا اتنے میں قریب سے ایک مسلمان کی درد سے کراہنے کی آواز آئی۔ میرے چچازاد بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اس کو پانی پلادو۔ میں دوڑ کر اسے پانی پلانے گیا تاکہ اس کی جان کے اندر کچھ طاقت آجائے۔ دیکھا تو وہ ہشام بن العاص یعنی حضرت عمر بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بھائی تھے۔ وہ بھی زخموں سے چور تھے اور اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ بول سکے۔ ابھی انہیں پانی پلایا بھی نہیں تھا کہ قریب سے ایک اور مسلمان کی درد بھری آہ کی آواز آئی۔ تو حضرت ہشام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اشارہ کیا کہ مجھے نہیں چاہیئے، وہ ادھر میرا بھائی بھی اسی تکلیف میں ہے اس کو پانی پلادو۔ موت کے بالکل قریب کا وقت ہے مگر جذبہ ہمدردی موت کے وقت بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ تیسرے زخمی مجاہد کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ پانی کا برتن ان کے ہونٹوں پہ لگایا جاتا ان کی روح قبض ہو گئی اور وہ شہید ہو گئے۔ یہ پانی لے کر ہشام بن العاص کے پاس پہنچے کہ ان کو پانی پلادوں تو دیکھا کہ وہ بھی شہید ہو چکے ہیں۔ پھر اپنے چچازاد بھائی کی طرف گئے کہ انھیں پانی پلادوں تو وہ بھی شہید ہو گئے تھے۔ پانی کی ضرورت تینوں کو تھی، لیکن اپنے آخری وقت میں بھی نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سیکھا ہوا ہمدردی اور ایثار کا سبق نہیں بھولے۔ ❶

تیسرا فرق: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم باطنی غم کو بھی دور فرماتے تھے

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آج کے ہمدرد میں تیسرا فرق یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لوگوں کی ظاہری مدد تو فرماتے ہی تھے مگر ساتھ ساتھ ان کی باطنی مدد بھی کرتے تھے اور ان کے غموں کو بھی دور کرنے کی فکر رکھتے تھے۔ معاشرے کے ہر ہر فرد کو جس طرح کا بھی غم آسکتا ہے اس کو دور کرنے کی فکر کرتے تھے۔

---

❶ عن أبي جهم بن حذيفة العدوي قال: انطلقت يوم اليرموك أطلب ابن عمي ومعي شنة من ماء أو إناء فقلت: إن كان به رمق سقيته من الماء....... الخ [شعب الايمان - باب ما جاء فی الایثار (5/ 143)]

والدین کا اولاد کی طرف سے غم ہلکا کیا

والدین کو جو سب سے بڑا غم لاحق ہوتا ہے، وہ اولاد کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ اولاد جس کو انسان پیار محبت سے پال کر بڑا کرتا ہے وہی جب نافرمان ہو جاتی ہے، بے رخی کرتی ہے اور تکلیف دیتی ہے تو والدین پر غم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں۔ انہیں سب سے زیادہ دکھ اسی چیز سے ہوتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غم کو دور کیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً ، قَالُوا : وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ؟ قَالَ: "نَعَمْ ، اللهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ" [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھے گا اسکو اللہ ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کوئی اگر سو مرتبہ دیکھے گا تو کیا سو مرتبہ حج کا ثواب ملے گا؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں اللہ اس سے بھی بڑا ہے (یعنی جتنی مرتبہ محبت کی نگاہ ڈالے گا اتنی مرتبہ حج کا ثواب ملے گا)۔

اولاد کو والدین سے محبت کا ایسا درس دیا کہ ان کو محبت سے دیکھنا بھی عظیم ثواب کا باعث ٹھہرا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ [2]

جو شخص رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرے گا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمادی کہ عبادت اپنی جگہ لیکن اگر رشتہ داروں سے قطع تعلقی کی جائے گی تو پھر جنت میں داخلہ نہیں ہو گا۔ انسان کڑوی بات اگر انجان آدمی سے سن لے تو اتنا دلبر داشتہ نہیں ہوتا لیکن وہی بات اپنے قریبی رشتے دار سے سن لے تو دل تکلیف سے چورا چورا ہو جاتا ہے اور پوری پوری رات نیند نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باطنی غم کو دور کرنے میں بھی مدد کی۔

---

[1] شعب الإيمان (10/ 265)

[2] صحيح البخاري باب اثم القاطع (8/ 5)

والد کے دل کا غم سنا اور بیٹے کو تنبیہ کی

ایک نوجوان نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر شکایت کی کہ میرے والد میری اجازت کے بغیر میرے پیسے خرچ کر لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنے والد کو میرے پاس لے کر آؤ۔ اس کے والد کو جب پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا ہے تو انہیں اندازہ ہو گیا کہ میرے بیٹے نے پیسے لینے کے معاملے میں شکایت کی ہے۔ ان کو بڑا غم ہوا کہ بیٹے نے اللہ کے نبی ﷺ سے میری شکایت کر دی ہے لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ نے بلوالیا تھا تو وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے چل پڑے۔ راستے میں اپنے اس معاملے کے بارے میں سوچتے رہے (عرب کے اندر شاعری کا بہت رواج تھا) تو ان کے ذہن میں اپنے بیٹے سے متعلق اشعار بنتے جا رہے تھے کیونکہ طبیعتیں یوں بنی ہوئیں تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچتے، حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یہ جب آپ کے پاس پہنچ جائے تو ان سے پوچھئے کہ وہ کیا اشعار ہیں جو تم نے اپنے دل میں کہے؟ جب وہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بیٹا شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کا مال لیتے ہو، تو انھوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اس سے پوچھئے کہ میں نے بغیر کسی ضرورت کے کب لئے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا اس بات کو چھوڑو، یہ بتاؤ کہ وہ کیا اشعار تھے جو تم نے اپنے دل میں کہیں؟ ہمیں بھی سناؤ۔ ان کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا لیکن وہ سمجھ گئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو ان اشعار سے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ اشعار سنانے لگے جو انھوں نے دل ہی دل میں کہے تھے۔

(عربی کے اشعار تھے اور ان اشعار کا مطلب یہ تھا) اے میرے بیٹے! میں نے تیرے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا، جب تو ابھی گود میں تھا تو میں اس وقت بھی تیرے لئے پریشان رہا اور جب تو سوتا تھا تو ہم تمہارے لئے جاگتے تھے، تو روتا تھا تو ہم بھی تیرے لئے روتے تھے۔ میں سارا دن تیرے لئے

خاک چھانتا تھا اور روزی کماتا تھا، جب کبھی تم بیمار ہو جاتے تھے تو ہم تیرے لئے تڑپ جاتے تھے۔ جب تم پہلو بدلتے تھے تو ہم ہزاروسوسوں میں مبتلا ہو جاتے تھے، تیرے رونے پر ہم بے قرار ہوتے تھے، تیری بیماری ہماری کمر توڑ دیتی، ہمیں مار دیتی تھی، ایسا لگتا تھا کہ تم بیمار نہیں ہوئے ہم بیمار ہو گئے ہیں، ہم درد سے کراہتے تھے، تمہاری ہائے پر ہماری ہائے نکلتی تھی، ہر وقت ہر پل یہ ڈر لگا رہتا کہ کہیں میرے بیٹے کی جان نہ چلی جائے۔ اس طرح میں تجھے پروان چڑھاتا رہا اور تجھ میں جوانی رنگ بھرتی رہی اور میری جوانی گھٹتی رہی اور یوں میں بڑھاپے کی دہلیز پر آپہنچا تو مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت پڑی۔ جبکہ تم بنا سہارے کے چل سکتے ہو تو اب میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ جس طرح میں نے تجھ کو پالا ہے، تم بھی مجھ کو پالو گے، جس طرح میں نے تمہارے ناز اٹھائے تھے اب تم بھی میرے ناز اٹھاؤ گے، لیکن تیرا لہجہ بدل گیا، تیری آنکھ بدل گئی، تیرے تیور بدل گئے۔ تم تو یہ بھی بھول گئے کہ میں نے تجھے کس طرح پالا تھا، تیرے لئے کیسے جاگا تھا، کس طرح رویا، تڑپا اور مچلا تھا۔ آج تم میرے ساتھ وہ کر رہے ہو جو آقا اپنے نوکر کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔ اگر تم مجھے بیٹا بن کر نہیں دکھا سکتے اور مجھے اپنے باپ کا مقام نہیں دے سکتے تو کم از کم پڑوسی کا ہی درجہ دے دو کہ ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کا حال تو پوچھ لیتا ہے لیکن تم تو بخل کی بات کرتے ہو۔

جب انھوں نے اپنے اشعار مکمل کر لئے تو نبی اکرم ﷺ نے بیٹے کا گریبان پکڑا اور فرمایا کہ تو اور تیرا مال سب کا سب تیرے باپ کا ہے۔ باپ کا دل بھی ہلکا ہوا اور بیٹے کو بھی سبق دیا کہ باپ کا کیا مقام ہے۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ نے ان کے غم کو دور کیا۔ [1]

---

[1] عن جابر بن عبد الله قال جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال يا رسول الله إن أبي أخذ مالي .... قال فعند ذلك أخذ النبي صلى الله عليه وسلم بتلابيب ابنه وقال أنت ومالك لأبيك. [المعجم الأوسط (6/ 339)]

بیٹیوں کا غم دور کر دیا

عرب میں بیٹیوں کے پیدا ہونے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ عیب کی چیز سمجھتے تھے۔ جب بیٹی پیدا ہوتی تو لوگ اسکو زندہ دفنا دیتے تھے اور کسی کو خبر نہ ہونے دیتے کہ بیٹی ہوئی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ، كُنَّ لَهُ حِجَابًا يوم القيامة مِنَ النَّارِ. ❶

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے اور اچھا کھلائے پلائے اور پہنائے تو یہ (عمل) اس کے لئے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے حجاب اور رکاوٹ بن جائے گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ»، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ. ❷

جس شخص کے گھر دو بیٹیاں پیدا ہوں اور وہ انکی اچھی پرورش کرے تو جنت میں وہ میرے ساتھ اسطرح ہو گا جیسے یہ دو انگلیاں اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے بیٹیوں کی اچھی پرورش کو عذابِ جہنم سے بچاؤ اور جنت میں آپ ﷺ کے قرب کا ذریعہ بتلایا۔ اس بات کو یقینی بنایا کہ بیٹیوں کا باطنی غم دور ہو جائے۔ کون ہو گا جو ان تعلیمات کو پڑھ اور سن کر بھی بیٹیوں کی اچھی تربیت کی کوشش نہیں کرے گا۔

---

❶ سنن ابن ماجه - باب بر الوالد والاحسان الى البنات (4/ 635)

❷ سنن الترمذي - باب ماجاء فی النفقة على البنات (4/ 319)

✍ **چوتھا فرق:** حضور ﷺ مخالفین اور جانی دشمنوں کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے

نبی اکرم ﷺ اور آج کے ہمدرد میں چوتھا فرق یہ ہے کہ آج کا مدد کرنے والا اپنے دوستوں کی، اپنے جاننے والوں کی اور اپنی قوم کی مدد کر سکتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ وہ وہ ہمدرد تھے کہ اپنی قوم کی بھی مدد کرتے تھے، مخالفین اور جانی دشمنوں کی بھی مدد فرمایا کرتے تھے۔

مشرکین مکہ کی اذیتیں اور نبی اکرم ﷺ کی شانِ کریمی

ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا گزرا کہ قریش مکہ مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے تھے، مزاق اڑاتے، تکالیف دیتے، قتل کرتے اور طرح طرح کی اذیتیں دیتے۔ نبی اکرم ﷺ کو اور آپ ﷺ کے قرابت داروں کو بھی بہت تکالیف دی۔ حتی کہ جب نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ اپنے والد محترم کے پاس جانے لگیں تو ان کے راستے میں بھی رکاوٹیں ڈالیں۔ وہ اونٹ سے نیچے گر گئیں اور ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ غزوہ احد میں نبی ﷺ کے چچا کو شہید کیا گیا اور ان کی لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ پھر بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اذیت کے ساتھ مختلف موقعوں پر شہید کیا گیا۔ اس وقت مسلمانوں میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر وہ وقت بھی دکھایا کہ مسلمان فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے۔ مشرکینِ مکہ کانپ رہے تھے یہ سوچتے ہوئے کہ جو ظلم و ستم انہوں نے مسلمانوں پر ڈھائے آج ان کا بدلہ لیا جائے گا۔ خوف کا عالم تھا، لوگ گھروں کے اندر دُبکے بیٹھے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ بس کچھ دیر میں ہمارے مردوں کو قتل کر دیا جائے گا اور ہماری عورتوں کی عزتوں کو پامال کیا جائے گا۔

اللہ کے نبی ﷺ عاجزی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ نہ کسی کے گھر کو تہس نہس کیا نہ کسی شخص کو مارا۔ بلکہ بیت اللہ شریف میں کچھ وقت گزارا اور پھر مشرکینِ مکہ کو مطاف میں جمع کروایا۔ وہ سب بالکل خاموش تھے اور سوچ رہے تھے کہ بس ابھی حکم ہو گا اور

ہمیں قتل کر دیا جائے گا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے اہل مکہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو کہ میں تم سے کیا برتاؤ کروں گا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ مہربان بھائی اور مہربان بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ سے اچھائی ہی کی توقع ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میں بھی تم سے وہی کہتا ہوں، جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ❶

ترجمۃ: آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہو گی، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جاؤ میں نے بھی تم سب کو معاف کیا۔ ❷

یہ اخلاق حمیدہ کی تلوار چلی اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ کے جذبہ ہمدردی نے دشمنوں کو بھی آپ کا گرویدہ بنا دیا۔

طائف والوں نے پتھر برسائے لیکن آپ ﷺ نے انہیں دعا دی

آپ ﷺ دین کی دعوت دینے طائف تشریف لے گئے۔ وہاں تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں توحید کا پیغام سنایا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی توہین کی اور سخت بد تمیزی کے ساتھ جواب دیا۔ آپ ﷺ وہاں سے مغموم حالت میں اٹھے اور طائف میں ہی تھے کہ ان تینوں سرداروں نے طائف کے نوجوانوں کو اکسایا کہ وہ آپ ﷺ پر پتھر برسائیں، تالیاں بجائے، مذاق اڑائیں اور ذلت آمیز سلوک کے ساتھ طائف سے نکال دیں۔ آپ ﷺ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو آپ ﷺ وہاں سے فوراً نکلے، لیکن پیچھے یہ بدمعاش

---

❶ سورۂ یوسف: 92

❷ عن الزهري عن بعض آل عمر عن عمر بن الخطاب أنه قال: لما كان يوم الفتح ورسول الله ﷺ بمكة

[كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (10/498)]

نوجوان پتھر برساتے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے دوڑے۔ نبی اکرم ﷺ پر یہ سنگ باری ہوتی رہی اور آپ لہولہان ہوگئے حتی کہ آپ ﷺ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ کافی دور جاکر آپ ﷺ نے ایک باغ میں جاکر پناہ لی اور اپنے دکھی دل کی فریاد اپنے رب کے سامنے اس طرح پیش کی:

اے اللہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بیکسی کی اور لوگوں میں ذلت اوررسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے، تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ کسی اجنبی بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رُو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے یا کہ کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دیدیا۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرہ کے اُس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری نارضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو، نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

آپ ﷺ نے چہرہ انور اوپر کی طرف کیا تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ انہوں نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ اللہ نے وہ سارا معاملہ دیکھا جو آپ ﷺ کی قوم والوں نے آپ کے ساتھ کیا ہے اور اللہ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے کہ جو حکم آپ ﷺ اس کو دینگے، وہ تعمیل کرے گا۔ پہاڑوں پر مامور فرشتے نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی، اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو بھی حکم دیں طائف والوں کے بارے میں تو میں اسے پورا کروں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملادوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں۔

حضور ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں! میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں گے۔ ❶

ہمدردی کی ایسی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ع
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے　　جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے　　اسے اور کیا نام دے گا زمانہ

✍ پانچواں فرق: نبی اکرم ﷺ کی بعد کے زمانے میں آنے والوں سے بھی ہمدردی

نبی اکرم ﷺ اور آج کے ہمدرد میں پانچواں فرق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ہمدردی صرف اپنے زمانے والوں کے لئے ہی نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ نے بعد میں آنے والوں کیلئے بھی ہمدردی کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ جنت البقیع میں دعائے مغفرت کے لئے تشریف لائے، چناں چہ وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے مومنین کی جماعت! تم پر سلامتی ہو (یعنی آپ ﷺ نے اہل قبور کو سلام کیا اور فرمایا) ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اور میں اس بات کی تمنا رکھتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی (دنیا میں) نہیں آئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی امت میں سے جو لوگ ابھی نہیں آئے انہیں آپ ﷺ (قیامت میں کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی آدمی کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ اور پیر والے گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں ملے ہوئے ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان لے گا؟ صحابہ

---

❶ فنظرت فإذا فيها جبريل عليه السلام، فناداني فقال: إن الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا عليك .....الخ

[السيرة النبوية لابن كثير (152/2)]

کرام رِضوانُ اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہاں (یارسول اللہ! ان امتیازی اوصاف کی بنا پر تو وہ یقیناً پہچان لے گا) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا "(وہ قیامت میں) وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے (لہٰذا اس علامت سے میں انہیں پہچان لوں گا) اور میں ان سے پہلے حوض کوثر پر موجود ہوں گا۔" ❶

بعد میں آنے والوں کے دل میں غم ہوتا ہے کہ اللہ کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس دنیا میں دیدار نہیں کر سکے لیکن یہ سن کر دل کو سکون مل جاتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی اپنے چاہنے والوں سے ملنے کا اس قدر شوق تھا کہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ان سے جلد ملا دے۔

ہمدردی کی انتہا

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہ ہمدرد ہیں کہ قیامت کے دن بھی اپنی امت کے ساتھ اس کٹھن اور مشکل ترین وقت میں ہمدردی کا تعلق نبھائے رکھیں گے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا ، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الآخِرَةِ

ہر نبی کو ایک ایسی دعا دی گئی ہے جو ضرور قبول ہو گی۔ مجھے بھی وہ دی گئی ہے لیکن میں نے اس (دعا) کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیا ہے اور اس دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اسے استعمال کرونگا۔ ❷

اللہ ہمیں اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

---

❶ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ..... الخ [مشکوۃ المصابیح - الفصل الثالث ۲۹۸]

❷ صحیح البخاري - بَابٌ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ (8/67)